سوال

(751) باجماعت نماز میں شامل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

باجماعت نماز میں شامل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ پہلی، دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت میں مقتدی شاملِ نماز ہو تو باقی نماز کس طرح ادا کرے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جماعت میں شامل ہونے والا مسبوق صف میں قبلہ رُخ کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھا کر تکبیرِ تحریمہ کہے اور جس حالت (رکوع، سجود، تشہد وغیرہ) میں امام ہے، اس میں چلا جائے۔ حدیث میں ہے:

'فَلْیَصنَعْ کَمَا یَصنَعُ الاِمَامُ ('سنن الترمذی، بَابُ مَا ذُکِرَ فِی الرَّجُلِ یُدرِکُ الاِمَامَ وَہُوَ سَاجِدٌ کَیفَ یَصْنَعُ، رقم: ۵۹۱)

یعنی ''مقتدی ویسے ہی کرے جیسے امام کرتا ہے۔''

حدیث ہذا میں اگرچہ ضعف اور انقطاع ہے، لیکن اس کا شاہد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث بسندِ متصل موجود ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'لَا أَرَاہُ عَلٰی حَالٍ اِلَّا کُنتُ عَلَیہَا قَالَ: فَقَالَ: اِنَّ مُعَاذًا قَد سَنَّ لَکُم سُنَّةً کَذٰلِکَ فَافعَلُوا' (رواہ ابوداؤد، والبیہقی، ۳/۹۳)

(سنن أبی داود، بَابُ کَیفَ الأَذَانُ، رقم: ۵۰۶، السنن الکبرٰی للبیہقی، بَابُ مَن کَرِہَ أَن یَقتَتِحَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ... الخ، رقم: ۵۱۴۷)

اسی طرح دیگر بعض شواہد ''مصنف ابن ابی شیبہ'' اور ''سنن سعید بن منصور'' میں بھی موجود ہیں، جو اس کے مؤید ہیں۔ واضح ہو کہ تکبیرِ تحریمہ چونکہ نماز کا رکن ہے، اس لیے اس کے بغیر کوئی شخص داخلِ نماز نہیں سمجھا جاسکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

'تَحرِیمُہَا التَّکبِیرُ، وَتَحلِیلُہَا التَّسلِیمُ' (سنن أبی داود، بَابُ الاِمَامِ یُحدِثُ بَعدَ مَا یَرفَعُ رَأسَہٗ مِن آخِرِ الرَّکعَةِ، رقم: ۶۱۸)

علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (إرواء الغلیل ۲/۹)

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

'فِی ہٰذَا الحَدِیثِ بَیَانٌ أَنَّ التَّسلِیمَ رُکنٌ لِلصَّلَاۃِ، کَمَا أَنَّ التَّکبِیرَ رُکنٌ لَہَا' (معالم السنن مع المختصر ۲/۳۱۸)

یعنی ''اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ سلام پھیرنا نماز کا رکن ہے جس طرح کہ تکبیر اس کا رکن ہے۔''

صاحبِ ''مرعاۃ'' مزید وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

''نماز میں شامل ہونے والے کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کی موافقت میں قیام یا رکوع وغیرہ میں چلا جائے۔ فوت شدہ حصہ کی ادائیگی میں امام کی مخالفت نہ کرے، بلکہ اسی فعل یںداخل ہوجائے جس میں امام کو پائے۔ قیام، قعود، رکوع اور سجود میں امام کی پیروی کرے۔ اس بات کا منتظر نہ رہے کہ جب امام قیام میں لوٹ کر آئے گا تب اس کے ساتھ ملوں گا جس طرح کہ عوام کی عادت ہے۔'' (مرعاۃ المفاتیح ۲/۱۲۸)

نیز علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

'وَالظَّاہِرُ أَنَّہٗ یَدخُلُ مَعَہٗ فِی الحَالِ الَّتِی أَدرَکَہٗ عَلَیہَا مُکَبِّرًا مُعتَدًّا بِذٰلِکَ التَّکبِیرِ وَإِن لَّم یَعتَدَّ بِمَا أَدرَکَہٗ مِنَ الرَّکعَۃِ، کَمَن یُدرِکُ الإِمَامَ فِی حَالِ سُجُودِہٖ أَو قُعُودِہٖ' (نیل الأوطار ۳/۱۶۲)

''ظاہر یہ ہے کہ مسبوق جس حالت یںامام کو پائے، اس میں شامل ہو کر تکبیر کو شمار میں لائے گا۔ اگرچہ رکعت کا مدرک حصہ (جو حصہ اس نے پالیا ہے) شمار میں نہ آئے۔ جیسے کوئی شخص امام کو سجدہ یا قعدہ کی حالت میں پاتا ہے۔''

مسبوق امام کے ساتھ نماز کا جو حصہ پاتا ہے وہ اس کی پہلی ہوگی اور امام کی فراغت کے بعد جو پڑھتا ہے وہ اس کی پچھلی نماز ہے۔

حدیث میں ہے : 'فَمَا أَدرَکتُم فَصَلُّوا وَمَا فَاتَکُم فَأَتِمُّوا' (صحیح البخاری، بَابُ قَولِ الرَّجُلِ : فَاتَتنَا الصَّلَاۃُ، رقم :۶۳۵)

یعنی ''جو حصہ نماز کا امام کے ساتھ پاؤ پڑھو اور جو فوت ہوجائے پورا کرو۔''

حدیث ہذا میں فوت شدہ نماز کےلیے اِتمام کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی اخیر سے پورا کرنے کے ہیں۔ اخیر سے نماز اسی صورت پوری ہوگی جب مسبوق اِمام کے فارغ ہونے کے بعد جو پڑھے وہ اس کی اخیر ہو۔ اور بعض روایات میں لفظِ اتمام کے بجائے قضاء بھی وارد ہوا ہے تو ان میں کوئی منافات (مخالفت) نہیں اس لیے کہ قضاء کے معنی پورا کرنے کے بھی ثابت ہیں، جیسے ارشاد باری تعالیٰ :

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَوٰةُ فَانتَشِرُوا فِي الأَرضِ ... ١٠ (سورة الجمعة)

اور دوسری جگہ ہے :

فَإِذَا قَضَيتُم مَّنَٰسِكَكُم ... ٢٠٠ (سورة البقرة)

اِمام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

’قُلتُ فِی قَولِہٖ : فَاَتِمُّوا دَلِیلٌ عَلٰی اَنَّ الَّذِی اَدرَکَہٗ المَرأُ مِن صَلَاۃِ اِمَامِہٖ ، ہُوَاَوَّلُ صَلَاتِہٖ ، لِاَنَّ لَفظَ الاِتمَامِ وَاقِعٌ عَلٰی بَاقٍ مِن شَیئٍ قَد تَقَدَّمَ سَائِرُہٗ ‘ (معالم السنن مع المختصر ۱/۲۹۸)

اس سے معلوم ہوا کہ باقی نماز پچھلی سمجھ کر ادا ہوگی۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :642

محدث فتویٰ